

اویم شری پر ماتمنے نمہ  
(اٹھارہواں باب)

یہ گیتا کا آخری باب ہے۔ جس کے نصف اول میں جو گ کے مالک شری کرشن کے ذریعہ پیش کئے گئے مختلف سوال کا حل ہے اور نصف آخر میں گیتا کا اختتام ہے کہ گیتا سے فائدہ کیا ہے؟ ستر ہویں باب میں خواراک، ریاضت، یگ، صدقہ اور عقیدت کی تقسیم کے ساتھ شکل بیان کی گئی۔ اسی حوالہ میں ایثار کے اقسام کے بیانات باقی ہیں۔ انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں سب کون ہے؟ کون کرتا ہے؟ معبدو کراتے ہیں یا قدر؟ یہ سوال پہلے سے ہی کھڑا تھا۔ جس پر اس باب میں پھر روشنی ڈالی گئی۔ اسی طرح نسل کی درجہ بنندی کا ذکر ہو چکا تھا۔ دنیا میں اس کی شکل کی تحریک اس باب میں پیش ہے۔ آخر میں گیتا سے ملنے والی شوتون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

گزشتہ باب میں مختلف مسائل کی تقسیم سن کر ارجمن نے خود ایک سوال کھڑا کیا کہ ایثار اور ترک دنیا (сан्न्यास) کو بھی فرد افراد اپتا یئے۔

ارجمن بولا:

सन्न्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छमि वेदितुम् ।

त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्कोशिनिषूदन ॥१॥

ارجن نے کہا: اے بازے عظیم! اے دل کے مالک! اے کیشی نوشیدن! میں ترک دنیا اور ایثار کے حقیقی شکل کو فرداً فرداً جانا چاہتا ہوں مکمل ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ جہاں تھیا و تاثرات (санکارों) کا بھی خاتمه ہے اور اس سے پہلے ریاضت کی تتملمہ کی خاطر یکے بعد دیگرے لگاؤ کا ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ یہاں دو سوالات ہیں۔ پہلا یہ کہ ترک دنیا کے عصر کو جانا چاہتا ہوں۔ اور دوسرا ایثار کے عنصر کو جانا چاہتا ہوں اس پر جو گ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ

شری بھگوان بولے:

काम्यानां कर्मणां न्यासं सन्न्यासं कवयो विदुः ।

सर्वकर्मफलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः ॥२॥

ارجن! کتنے ہی عالم حضرات خواہشات سے مزین اعمال کے ایثار کو ترک دنیا کہتے ہیں اور کتنے ہی صاحب فُرلوگ تمائی اعمال کے نتائج کے ایثار کو ترک دنیا کہتے ہیں۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः ।

यज्ञदानतःकर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

کئی ایک عالم ایسا کہتے ہیں کہ سبھی اعمال عیب شدہ ہیں۔ لہذا ترک کر دینے کے قابل ہیں اور دوسرے عالم ایسا کہتے ہیں کہ یہ، صدقہ اور ریاضت ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس طرح مختلف خیالات پیش کر کے جوگ کے مالک اپنا بھی یقینی نظریہ پیش کرتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्र त्यागं भरतसत्तम ।

त्यागो हि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तिः ॥४॥

اے ارجن! اس ایثار کے بارے میں تو میرا فیصلہ سن: اے اشرف الْخَلُوقَاتِ وَهـ ایثار تین طرح کا کہا گیا ہے۔

यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ।

यज्ञो दानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

یہ، صدقہ اور ریاضت یہ تین طرح کے اعمال ترک کرنے کے قابل نہیں رہے۔ ان کا اعمال تولازمی ہے کیونکہ یہ، صدقہ اور ریاضت تینوں ہی انسانوں کو پاک کرنے والی چیزیں ہیں۔

شری کرشن نے چار مروجہ خیالات کا بیان کیا: پہلا خواہشات سے مزین اعمال کا ایثار، دوسرا اعمال کے نتائج کا ایثار، تیسرا عیب شدہ ہونے کی وجہ سے سبھی اعمال کا ایثار اور چوتھا نظریہ تھا یہ، صدقہ اور ریاضت ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک خیال کے بارے میں اپنی رمضاندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ: ارجن! میرا بھی یہ طے شدہ خیال ہے کہ یہ، صدقہ اور ریاضت کی شکل میں صادر ہونے والا عمل ترک کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ کرشن کے دور میں بھی مختلف خیالات مروج تھے۔ جن میں ایک حقیقی تھا۔ اس دور میں بھی مختلف نظریات تھے، آج بھی ہیں۔ عظیم انسان جب

دنیا میں آتا ہے تو مختلف مسائل اور نظریات کے درمیان میں سے بہترین اور بھلائی کرنے والے خیال کو منتخب کر کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے ہر ایک عظیم انسان نے ہی یہی کیا ہے، شری کرش نے بھی یہی کیا۔ انہوں نے کوئی نیاراستہ نہیں بتایا، بلکہ راجح مختلف خیال کے پیچے حقیقی نظریہ کی حمایت کر کے اسے صاف ظاہر نہیں بتایا، بلکہ راجح مختلف خیال کے پیچے حقیقی نظریہ کی حمایت کر کے اسے صاف ظاہر کر دیا۔

एतान्यपि तु कर्मणि सङ्गं त्यक्त्वा फलानि च ।

कर्तव्यानीति मे पार्थ निश्चितं मतमुत्तमम् ॥६॥

جوگ کے مالک شری کرش زور دے کر کہتے ہیں۔ پا رجھ! گیک، صدقہ اور ریاضت کی شکل والے عمل کو رغبت اور شرہ کا ترک کر ضرور کرنا چاہئے۔ یہ میرے ذریعے طے شدہ بہترین خیال ہے۔ اب ارجمن کے سوال کے مطابق وے ایثار کا تجھیہ کرتے ہیں۔

नियतस्य तु सन्यससः कर्मणो नोपपद्यते ।

मोहात्तस्य परित्यागस्तामसः परिकीर्तिः ॥७॥

اے ارجمن! معینہ عمل (شری کرش کے الفاظ میں معینہ عمل ایک ہی ہے۔ گیک کا طریقہ کار اس معین لفظ کو آٹھ دس بار جوگ کے مالک نے کہا: اس پر بار بار زور دیا کہ کہیں ریاضت کش بھٹک کر دوسرا نہ کرنے لگے) اس شریعت کے طریقہ سے معینہ عمل کا ترک کرنا مناسب نہیں۔ فرقہ کی بناء پر ایثار کرنا ملکات مذموم والا ایثار کہا گیا ہے۔ دنیوی موضوعات والی چیزوں کی رغبت میں پھنس کر کرنے کے قابل عمل (طے شدہ عمل اور معینہ عمل ایک دوسرے کے تکملہ ہیں) کا ایثار ملکات مذموم والا ہے ایسا انسان (‘अथः गच्छति त्वा अथां इति’، حشرات الارض تک بذات شکلوں ‘योनियों’ میں جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے یادِ الہی کے خصائص کو ترک کر دیا۔ اب ملکات رو دیے والے ایثار کے بارے میں بتاتے ہیں۔

दुःखमित्येव यत्कर्म कायक्लेशभयात्यजेत् ।

स कृत्वा राजसं त्यागं नैव त्यागफलं लभेत् ॥८॥

عمل کو تکلیف دہ مان کر، جسمانی اذیت کے خوف سے اس کا ایثار کرنے والا انسان ملکات

ردیہ والے ایثار کو کر کے بھی ایثار کے شرہ کو حاصل نہیں کرتا۔ جس سے یادِ الہی کا سلسلہ پورا نہ ہو سکے اور 'کا یا کلے شاہ بھایا تو'، اس خوف سے عمل کو ترک کر دے کہ جسمانی تکلیف ہو گی اس انسان کا ایثار ملکاتِ ردیہ والا ہے اس ایثار کا نتیجہ اعلیٰ سکون حاصل نہیں ہوتا، اور کار्यमیत्येव यत्कर्म नियतं क्रियते ऽर्जुन ।

سङ्गं त्याक्त्वा फलं चैव स त्यागः सात्त्विको मतः ॥६॥

اے ارجن! عمل کرنا فرض ہے۔ ایسا سمجھ کر جو 'نیyatm' شریعت کے طریقہ سے معین کیا ہو عمل، صحبت اثر اور شرہ کو ترک کر کے کیا جاتا ہے۔ وہی صالح ایثار ہے لہذا معینہ عمل کر دیں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کو ترک کر دیں۔ یہ معینہ عمل بھی کیا کرتے ہی رہیں گے یا کبھی اس کا بھی ایثار ہو گا؟ اس پر فرماتے ہیں اب آخری ایثار کی شکل پر نظر ڈالیں۔

न द्वेष्ट्यकुशलं कर्म कुशले नानुषज्जते ।

त्यागी सत्त्वसमाविष्टो मेधावी छिन्नसंशयः ॥७॥

اے ارجن! جو انسان 'کर्म'، ایک کوشل لئے ایک غیر افادی عمل سے (شریعت کے ذریعہ طے شدہ عمل ہی افادی ہے، اس کے برخلاف جو کچھ ہے، اسی دنیا کی بندش ہے، لہذا غیر افادی ہے۔ ایسے اعمال سے) نفرت نہیں کرتا اور فلاحی عمل میں راغب نہیں ہوتا۔ جو کرنا تھا وہ بھی باقی نہیں ہے۔ ایسی سچائی سے مزین انسان شک و شبہ سے خالی، علم وال اور تارک الدنیا ہے، اس نے سب کچھ ایثار کر دیا ہے۔ لیکن حصول کے ساتھ یہ سب کچھ کار ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ ممکن ہے اور کوئی آسان راستہ ہو؟ اس پر کہتے ہیں نہیں غور فرمائیں۔

न हि देहभूता शक्यं त्यक्तं कर्माण्यशेषतः ।

यस्तु कर्मफलत्यागी स त्यागीत्यभिधीयते ॥८॥

جسمانی انسانوں کے ذریعے (صرف جسم ہی نہیں، جسے آپ دیکھتے ہیں۔ شری کرشن کے مطابق قدرت سے پیدا مالات فاضلہ، ملکاتِ ردیہ، ملکاتِ مذموم تینوں صفات، ہی

اس ذی روح کو جسم میں قید کرتی ہے۔ جب تک تینوں صفات زندہ ہیں۔ تب تک وہ جاندار ہے کسی نہ کسی شکل میں جسم بدلتا رہے گا۔ جسم کی وجہ جب تک زندہ ہے) پورے طور سے سارے اعمال کا ایثار ممکن نہیں ہے۔ لہذا جو انسان عمل کے ثمرہ کا ایثار کرنے والا ہے، وہی تارک الدنیا ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے لہذا جب تک جسم کے وجوہات زندہ ہیں تب تک معینہ عمل کریں اور ان کے ثمرات کا ایثار کریں۔ بد لے میں کسی ثمرہ کی خواہش نہ کریں۔ ویسے خواہش مندانہ انسانوں کے اعمال کا ثمرہ بھی ہوتا ہے۔

अनिष्टमिष्टं मिश्रं च त्रिविधं कर्मणः फलम् ।

भवत्यत्यागिनां प्रेत्य न तु सन्यासिनां क्वचित् ॥१९२॥

خواہش مندانہ انسانوں کے اعمال کا اچھا براؤ اور ملا ہوا ایسا تین طرح کا ثمرہ موت کے بعد بھی ہوتا ہے۔ جب تک جینے مرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تب تک ملتا ہے لیکن سنیاںی نام सन्यासिनाम्، سب کچھ کا ایثار (خاتمه) کرنے والے مکمل تارک الدنیا انسانوں کے اعمال کا ثمرہ کسی بھی وقت میں نہیں ہوتا۔ یہی خالص ترک دنیا ہے۔ ترک دنیا علیٰ ترین حالت ہے۔ بھلے برے اعمال کا نتیجہ اور مکمل ایثار کے وقت میں ان کے خاتمه کا سوال پورا ہوا۔ اب انسان کے ذریعے مبارک خواہ نامبارک اعمال کے صادر ہونے کے پیچھے کیا وجوہات ہیں؟ اس پر غور فرمائیں۔

पञ्चैतानि महाबाहो कारणानि निबोध मे ।

सांख्ये कृतान्ते प्रोक्तानि सिद्धये सर्वकर्मणाम् ॥१९३॥

اے بازو! عظیم! تمام اعمال کا کامیابی کیلئے علمی اصولوں (سां�्य سिद्धांत) کے مطابق پانچ وجوہات بتائے گئے ہیں۔ انہیں تو مجھ سے اچھی طرح جان۔

अधिष्ठानं तथा कर्ता करणं च पृथग्विधम् ।

विविधाश्च पृथक्वेष्टा दैवं चैवात्र पञ्चमम् ॥१९४॥

اس موضوع میں کارکن (وہ من) الگ الگ وسیلہ (جن کے ذریعے کیا جاتا ہے،

اگر مبارک غلبہ ہوتا ہ تو عرفان، ترک دنیا سکو بی، نفس کشی، ایثار، مسلسل فکر کے خصائص و سیلہ ہوں گے اگر نامبارک کا غلبہ ہے تو خواہش، غصہ اور لگاؤ، عداوت، حرص وغیرہ و سیلہ ہوں گے۔ ان کے وسیلہ سے آمادہ ہوں گے) تمام طرح کی عجیب و غریب حرکتیں (بے شمار خواہشات)، بنیاد (یعنی وسیلہ جس خواہش کے ساتھ وسیلہ حاصل ہوا وہی خواہش پوری ہونے لگتی ہے) اور پانچویں وجہ ہے (کیسمت) یاسنکار (تاسوس رات) تاثرات اسے مستند کرتے ہیں۔

شاریروवاد्यमनोभिर्यत्कर्म प्रारभते नरः ।

न्यायं वा विपरीतं वा पञ्चैते तस्य हेतवः ॥ ११७५ ॥

انسان من، زبان یا جسم سے شریعت کے مطابق یا اس کے برخلاف جو بھی عمل شروع کرتا ہے۔ ان کے پانچ ہی وجوہات ہیں۔ لیکن ایسا ہونے پر بھی۔

तत्रैवं सति कर्तारमात्मानं केवल तु यः ।

पश्यत्यकृतबुद्धित्वान् स पशयति दुर्मतिः ॥ ११७६ ॥

جو انسان بد عقلی کی وجہ سے اس کے متعلق وحدانیت ہی تمثیل روح کو کارکن دیکھتا ہے وہ فاسد اعقل حقیقت کو نہیں دیکھتا یعنی معبدو نہیں کرتے۔

اس سوال پر جو گ کے مالک شری کرشن نے دوسرا بار بازور دیا۔ باب پانچ میں انہوں نے کہا تھا کہ وہ معبدو نہ کرتا ہے۔ نہ کرتا ہے، نہ عمل کے اتفاق کو جوڑتا ہے، تو لوگ کیوں کہتے ہیں؟ فرقہ سے لوگوں کی عقل پر پردہ پڑا ہے لہذا کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہاں بھی کہتے ہیں۔ عمل ہونے میں پانچ وجوہات ہیں۔ اس کے باوجود بھی وحدانیت کی تمثیل روح مطلق کو کارکن دیکھتا ہے۔ وہ بد عقل (فاسد اعقل) حقیقت کو نہیں دیکھتا یعنی معبدو نہیں کرتے جب کہ ارجمند کیلئے وے تال ٹھونک کر دے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نیمیت مات्र بھان، مختار کل تو میں ہوں، تو وسیلہ بن کر کھڑا بھر رہ، آخر سے عظیم انسان کہنا کیا چاہتے ہیں؟ درحقیقت معبدو اور دین کے درمیان ایک پرکشش ہے۔ جب تک ریاضت کش

دنیا کی حد میں، معبد نہیں کرتے۔ بہت قریب رہ کر بھی ناظر کی شکل میں ہی رہتے ہیں۔  
لاشریک عقیدت سے معبد کی قربت چاہنے پر وے دل کی دنیا میں نگراں بن جاتے ہیں۔  
ریاضت کش دنیا کی حد کش سے باہر نکل کر ان کے حلقة میں داخل ہو جاتا ہے۔  
ایسے عاشق کیلئے وے تال ٹھونک کر ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں۔ صرف اسی کیلئے معبد مہربانی  
کرتے ہیں۔ لہذا غور و فکر کریں۔ سوال پورا ہوا۔ آگے دیکھیں۔

سست ناہنکتو بھاوو بुدھیٰ سست ن لیپتے ।

ہتھاپی سِ اِمَّالْلُوكَانْ هنْتِ نِ نِبَدْهَتِ ॥۱۹۷॥

جس انسان کے باطن میں 'میں کارکن ہوں'، ایسا خیال نہیں ہے اور جس کی عقل  
ملوٹ نہیں ہوتی، وہ انسان اس سارے عوالم کو مار کر بھی حقیقت میں نہ تو مارتا ہے اور نہ بندھتا  
ہے۔ دنیا سے متعلق تاثرات کی تخلیل ہی دنیا کا خاتمہ ہے اب اس معینہ عمل کی ترغیب کس  
طرح ہوتی ہے؟ اس پر نظر ڈالیں۔

ज्ञानं ज्ञेयं परिज्ञाता त्रिविधा कर्मचोदना ।

करणं कर्म कर्तृति त्रिविधः कर्मसंग्रहः ॥۱۹۸॥

اے ارجمن! عالم کل یعنی مکمل علم رکھنے والے عظیم انسانوں سے 'ज्ञान'، 'علم'، اس کو  
جاننے کے طریقہ سے اور 'ज्ञेय'، 'قابل علم'، جاننے کے قابل چیز (شری کرشن نے پہلے کہا۔  
میں ہی قابل علم، جاننے کے قابل ہوں) سے عمل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ پہلے تو عالم کل  
کوئی عظیم انسان ہو، ان کے ذریعہ اس علم کو جاننے کا طریقہ حاصل ہو، جاننے کے قابل  
منزل پر نظر ہو جی ہی عمل کی ترغیب ملتی ہے اور کارکن (من کی لگن)، وسیلہ (عرفان، بیراگ،  
سرکوبی، ضبط نفس وغیرہ) اور عمل کے علم سے اعمال کا ذخیرہ بنتا ہے۔ عمل اکٹھا ہونے لگتا ہے  
پہلے کہا گیا تھا کہ حصول کے بعد اس انسان کا عمل کئے جانے سے کوئی مطلب نہیں ہوتا اور نہ  
ترک کر دینے سے کوئی نقصان ہی ہوتا ہے۔ پھر بھی عوامی افادہ یعنی تابعین کے دلوں میں  
افادی اصولوں کے فراہم کیلئے وہ عمل میں لگا رہتا ہے۔ کارکن وسیلہ اور عمل کے ذریعہ ان کا

فراہم ہوتا ہے۔ علم، عمل اور کارکن کی بھی تین تین اقسام ہیں۔

ज्ञानं कर्म च कर्ता त्रिधैव गुणभेदतः ।

प्रोच्यते गुणसंख्याने यथावच्छृणु तान्यपि ॥१७६॥

علم، عمل اور کارکن بھی صفات کے فرق سے علمی جوگ کے شریعت میں تین تین طرح کے بتائے گئے ہیں، انہیں بھی تو بعینہ سن۔ پیش ہے پہلے علم کے اقسام۔

सर्वभूतेषु यैनैकं भावमव्ययमीक्षते ।

अविभक्तं विभक्तेषु तज्जानं विद्धि सात्त्विकम् ॥२०१॥

ارجنا! جس علم سے انسان الگ الگ سمجھی جانداروں میں ایک لافانی خدائی احساس کو بلا تفریق کیساں دیکھتا ہے۔ اس علم کو تو صالح سمجھ، علم رو برو احساس ہے، جس کے ساتھ ہی صفات کا خاتمه ہو جاتا ہے۔ یہ علم کی چنگی کی حالت ہے اب ملکاتِ ردیہ والاعلم دیکھیں۔

पुथक्त्वे तु यज्ञानं नानाभावान्पृभग्विधान् ।

वेति सर्वेषु भूतेषु तज्जानं विद्धि राजसम् ॥२२॥

جو علم سارے جانداروں میں مختلف قسم کے تمام احساسات کو جدا جدا کر کے جانتا ہے کہ یہ اچھا ہے، یہ برا ہے۔ اس علم کو تو ملکاتِ ردیہ والا سمجھ۔ ایسی حالت میں تو ملکاتِ ردیہ والی سطح پر تیرا علم ہے۔ اب دیکھیں ملکاتِ مذموم والاعلم۔

यत्तु कृत्स्नवेदकस्मिन्कार्ये सत्क्रमहैतुकम् ।

अतत्त्वार्थवदल्पं च तत्त्वामसमुदाहृतम् ॥२२॥

جو علم محض جسم میں ہی پوری طور سے ملوث ہے۔ ترکیب سے خالی یعنی جس کے پیچھے کوئی فعل نہیں ہے۔ عضر کے معنی کی شکل میں معبد کے علم سے جدا کرنے والا اور حقیر (تุڑ) ہے، وہ علم ملکاتِ مذموم والا کہا جاتا ہے۔ اب پیش ہے عمل کی تین فتمیں۔

नियतं सङ्गरहितमरागद्वेषतः कृतम् ।

अफलप्रेषुना कर्म यत्तसात्त्विकमुच्यते ॥२३॥

جعمل' نیت' شریعت کے طریقہ سے معین ہے (دوسرانہیں) صحبت اثر اور شمرہ کونہ چاہنے والے انسان کے ذریعہ بلا حسد و عداوت کے کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح کہا جاتا ہے۔ معینہ عمل (عبادت) فکر ہے۔ جو مواردے نسبت دلاتا ہے۔

यतु कामेषुना कर्म साहङ्कारेण वा पुनः ।

क्रियते बहुलायासं तद्राजसमुदाहृतम् ॥२४॥

جعمل کا مشقت سے جڑا ہوا ہے۔ شمرہ کو چاہنے والا اور تکبر سے بھرے ہوئے انسان کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ وہ عمل ملکاتِ ردیہ والا عمل کہا جاتا ہے۔ یہ انسان بھی وہی معینہ عمل کرتا ہے۔ لیکن فرق مخفی اتنا ہی ہے کہ شمرہ کی خواہش اور تکبر سے مزین ہے۔ لہذا اس کے ذریعہ ہونے والے اعمال ملکاتِ ردیہ سے مزین ہیں۔ اب دیکھیں ملکاتِ مذموم والا عمل۔

अनुबन्धं क्षयं हिंसामनवक्ष्य च पौरुषम् ।

मोहादारभ्यते कर्म यत्तामसमुच्यते ॥२५॥

جعمل بالآخر ختم ہونے والا ہے۔ تشدید کی اہمیت کو نظر انداز کر کے صرف فرقگی کر کے صرف فرقگی کے زیر اثر شروع کیا جاتا ہے۔ وہ عمل ملکاتِ مذموم والا کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے۔ یہ عمل شریعت کا معینہ عمل نہیں ہے۔ اس کی جگہ پر گم گشتنگی ہے۔ اب دیکھیں کارکن کی پہچان۔

मुक्तसङ्गोऽनहंवादी धृत्युत्साहसमन्वितः ।

सिद्ध्यसिद्ध्ययोनिर्विकारः कर्ता सात्त्विक उच्यते ॥२६॥

جو کارکن صحبت اثر سے بچ کر غرور کی باتیں نہ بولنے والا، صبر اور حوصلہ کا حامل ہو کر کام کے پورا ہونے یا نہ ہونے کی حالت میں خوشی اور غم وغیرہ کے عیوب سے پوری طرح مبرہ ہو کر عمل میں شب و روز لگا ہے۔ وہ کارکن صالح کہا جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ رایضت کش

کی پیچان ہے۔ عمل وہی ہے معینہ عمل۔

راگی کرمफلپرمیلرुلبھو हिंसात्मकोऽशुचिः ।

हर्षशोकान्वितः कर्ता राजसः परिकीर्तितः ॥२७॥

رغبت سے مزین،۔ اعمال کے ثمرہ کو چاہنے والا، لا پچی، ارواح کو تکلیف پہنچانے والا، ناپاک اور خوشی و رنج سے جو ملوث ہے۔ وہ کارکن ملکات رو دیہ والا کہا گیا ہے۔

अयुक्तः प्राकृतः स्तब्धः शठो नैष्ठितिकोऽलसः ।

विषादी दीर्घसूत्री च कर्ता तामस उच्यते ॥२८॥

جو شوخ مزاج، بدسلوکی گھمنڈی دھوکے باز جو دوسرے کے کاموں میں خلل پہنچانے والا، پُرمدہ، کاہل اور تساہل پسند ہے۔ کہ پھر کر لیں گے۔ وہ کارکن ملکات مذموم والا کہا جاتا ہے۔ تساہل پسند عمل کو کل پرٹالنے والا ہے۔ اگرچہ کرنے کی خواہش اسے بھی رہتی ہے۔ اس طرح کارکن کی پیچان پوری ہوئی۔ اب جوگ کے مالک شری کرشن نے نیا سوال کھڑا کیا۔ عقل، عقیدہ (धारणा) اور آرام کی پیچان۔

बुद्धेर्भेदं धुतेश्वैव गुणतस्त्रिविधं शृणु ।

प्रोच्यमानमशोषेण पृथक्त्वेन धनंजय ॥२६॥

دھنے! عقل اور قوت عقیدہ کا بھی ان کی صفات کے بناء پر تین طرح کے اقسام پوری طرح باب جز کے ساتھ مجھ سے سن۔

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च कार्याकार्यं भयाभये ।

बन्धं मोक्षं च या वेति बुद्धिः सा पार्थ सत्त्विकी ॥३०॥

پار تھا! رجحان اور غلو خلاصی کو، فریضہ اور غیر فریضہ کو، خوف اور بے خوف کو وہ بندش اور نجات کو جو عقل حسب حقیقت جانتی ہے، وہ عقل صالح ہے یعنی راہ معبود، راہ آمد و رفت

دونوں کی اچھی طرح جانکاری صالح عقل ہے اور۔

यथा धर्मधर्मं च कार्यं चाकार्यमेव च ।

अयथावत्प्रजानाति बुद्धिः सा पार्थ राजसी ॥३१॥

پاتھ! جس عقل کے ذریعے انسان دین اور بے دینی کو فریضہ اور نافریضہ کو بھی اسی طرح نہیں جانتا ہے۔ ادھورا جانتا ہے۔ وہ عقل ملکاتِ روایہ والی ہے۔ اب ملکاتِ مذموم والی عقل کی شکل دیکھیں۔

अधर्मं धर्ममिति या मन्यते तमसावता ।

सर्वार्थान्विपरीतांश्च बुद्धिः सा पार्थ तामसी ॥३२॥

پاتھ! ملکاتِ مذموم سے پرده پڑی جو عقل بے دینی کو دین مانتی ہے اور تمام مفادات کے خلاف نظریہ رکھتی ہے، وہ عقل ملکاتِ مذموم والی ہے۔

یہاں شکول تیس سے بیس تک عقل کے تین اقسام بتائے گئے پہلی عقل کس کام سے نجات پانا ہے۔ کس میں لگ جانا ہے۔ کیا فرض ہے۔ کیا فرض نہیں ہے۔ اس کی اچھی طرح سمجھ رکھتی ہے۔ وہ عقل صالح ہے۔ جو فریضہ اور غیر فریضہ کو دھول طور پر جانتی ہے۔ حقیقت سے ناواقف ہے۔ وہ ملکاتِ روایہ والی عقل ہے۔ اور بے دینی کو دین، فانی کو داگی وہ فائدہ مذکور نقصان دہ۔ اس طرح اٹی سمجھ والی عقل ملکاتِ مذموم والی ہے۔ اس طرح عقل کی قسمیں پوری ہوئیں، اب پیش ہے دوسرا سوال دھرت، عقیدت کے تین اقسام۔

धृत्या यया धारयते मनः प्राणेन्द्रियक्रियाः ।

योगेनाव्यभिचारिण्या धृतिः सा पार्थ सात्त्विकी ॥३३॥

‘جوگ’ کے طریقہ کار کے ذریعے، ‘योगेन’، ‘अव्यभिचारिणी’، ‘लाशریک’، ‘فکر جوگ’ کے علاوہ دوسرے کسی حرکت کا اثر انداز ہوتا ہے۔ نفس پرستی ہے۔ طبیعت کا بہک جانا عیاشی ہے۔ لہذا ایسے لاشریک عقیدہ سے انسان من، جان اور حواس کے حرکت کو جو قبول کرتا ہے وہ عقیدہ صالح ہے یعنی من، جان اور حواس کو معبود کی طرف موڑ دینا ہے صالح عقیدت ہے

यथा तु धर्मकामार्थान्धृत्या धारयते ऽर्जुन ।

प्रसङ्गेन फलाकाङ्क्षी धृतिः सा पार्थ राजसी ॥३४॥

اے ارجن! شرہ کی خواہش والا انسان بے انتہا رغبت سے جس عقیدہ کے ذریعہ مغض دین، دولت اور خواہش کو قبول کرتا ہے (نجات کو نہیں)، وہ عقیدہ ملکات رو دیہ والا ہے۔ اس عقیدہ میں بھی مقصد وہی ہے۔ صرف خواہش کرتا ہے۔ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کے بد لے میں چاہتا ہے۔ اب ملکات مذموم و اے عقیدہ کی پیچان دیکھیں۔

यथां स्वजं भयं शोकं विषादं मदमेव च ।

न विमुच्यति दुर्मेधा धृतिः सा पार्थ तामसी ॥३५॥

ارجن! عقل انسان جس عقیدہ کے ذریعہ نہیں (غفلت)، خوف، فکر، تکلیف اور غرور کو بھی (نہیں چھوڑتا، ان سب کو قبول کئے رہتا ہے، وہ عقیدہ ملکات مذموم والا ہے۔ یہ سوال پورا ہوا، اگلا سوال ہے امن و سکون۔

सुखं त्पिदार्णं त्रिविधं शृणु मे भरतर्षभ ।

अभ्यासाद्रमते यत्र दुःखान्तं च निगच्छति ॥३६॥

ارجن! اب سکھ بھی تین طرح کے مجھ سے سن۔ ان میں سے جس راحت میں ریاضت کش ریاضت میں لگا رہتا ہے۔ یعنی طبیعت کو سمیٹ کر معبد میں لگا رہتا ہے۔ اور جو تکلینوں کا خاتمہ کرنے والا ہے اور۔

यत्त्वग्रे विषमिव परिणामऽमृतोपमम् ।

तत्सुखं सात्त्विकं प्रोक्तमात्मबुद्धिप्रसादजम् ॥३७॥

مذکورہ بالا آرام کے وسیلہ کے ابتدائی دور میں اگر چہ زہر کی طرح لگتا ہے (پر ہلا دکو دار پر چڑھایا گیا) میرا کوز ہر ملا، کبیر کہتے ہیں۔ لہذا شروع میں زہر جیسا محسوس ہوتا ہے) لیکن شرہ کی شکل میں آب حیات کی طرح ہے۔ لافانی عضر کو دلانے والا ہے، لہذا باطنی

عقل کی برکت سے پیدا ہوا آرام صاحب کہا گیا ہے اور۔

ویषیے ندیں یہ سانچے گاہ تک دشمن ممکن ।

پری�امے ویषمیں تاتسुخاں راجس سے سمعت ممکن ॥۱۲۸॥

جو آرام موضوعات اور حواس کے اتفاق سے ہوتا ہے۔ وہ اگر چہ کہ استعمال کے وقت میں آب حیات کی طرح لگتا ہے لیکن انعام میں زہر کی مانند ہے کیونکہ جنم اور موت کی وجہ ہے۔ وہ آرام ملکات روایہ کا حامل کہا گیا ہے۔

یاد گئے چانو بندھے چ سुخاں مونہ نما ماتمنا ।

نیڈرال سطح پر مادو طین تھام س مودا ہوت ممکن ॥۱۲۶॥

جو آرام عیش کے وقت اور انعام میں بھی روح کو فرقہ میں ڈالنے والا ہے۔ نیند، نیوی شب تار میں بے ہوش رکھنے والا ہے۔ کاہلی اور ناکام کوششوں سے پیدا ہوا آرام ملکات نہ موم والا کہا گیا ہے۔ اب جو گوگ کے مالک شری کرشن صفات کی پہنچ بتاتے ہیں جو سب کے پیچھے گئی ہیں۔

ن تدستی پृथیव्यां वा दिवि देवेषु वा पुनः ।

सत्त्वं प्रकृतिजैर्मुक्तं यदेभिः स्यात्निभिर्गुणैः ॥۱۲۰॥

ارجن! زمین میں، جت میں خواہ فرشتوں میں ایسا کوئی بھی جاندار نہیں ہے۔ جو قدرت سے پیدا ہوئی تینوں صفات سے عاری ہوا۔ یعنی خالق سے لگاؤ حشرات الارض تک یہاں دنیا الحاتی، مرنے جینے والی ہے۔ تینوں صفات کے تحت ہے، یعنی فرشتہ بھی تینوں صفات کا عیوب ہے۔ فانی ہے۔

یہاں باہری فرشتوں کو جو گوگ کے مالک نے چوڑھی بارچھوا، باب سات، نو، سترہ اور یہاں اٹھارہویں باب میں ان سب کا ایک ہی مطلب ہے کہ فرشتہ تینوں صفات کے تحت ہیں۔ جوان کی عبادت کرتا ہے۔ فانی کی عبادت کرتا ہے۔

بھاگود کی دوسری فصل کے تیسرا باب میں ولی شوک، اور پر پچھت کا مشہور

بیان ہے۔ جس میں نصیحت دیتے ہوئے وے کہتے ہیں کہ عورت مرد میں محبت کیلئے پاروتی کی صحت یا بی کیلئے اشومنی کماروں کی، فتح کیلئے اندر کی اور دولت کیلئے وشوؤں کی عبادت کریں اسی طرح مختلف خواہشات کا ذکر کر آخر میں فیصلہ دیتے ہیں کہ تمام خواہشات کو پورا کرنے اور نجات کیلئے واحد معبود کی عبادت کرنی چاہئے۔ ”تھلسوی مूलہ ہیں سیّدی، فُلَادِ“ اسحائی فللاہ لہذا ہر جگہ جلوہ گرمعبود کی یاد کریں۔ جس کو حاصل کرنے کیلئے مرشد کی پناہ، بلا چھل کپٹ والے خیال سے سوال اور خدمت واحد طریقہ ہے۔

دنیوی اور روحانی دولت باطن کے دو خصائیں ہیں۔ جس میں روحانی دولت اعلیٰ معبود روح مطلق کا دیدار کرتی ہے۔ لہذا روحانی کہی جاتی ہے۔ لیکن یہ تینوں صفات کے ہی تحت ہیں۔ صفات کے خاتمہ کے بعد ان کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کیب بعد اس خود مطمئن جوگی کیلئے کوئی بھی فرض باقی نہیں رہ جاتا۔

اب پیش ہے پیچھے سے شروع کیا گیا سوال رنگ نسل کی امتیاز (وَرْنَّ وَرْسَثَا) سے تعلق رکھنے والی یا کاموں کے حساب سے پائی جانے والی باطنی صلاحیت کا نام ہے۔ اس پر نظر ڈالیں۔

ब्रह्मणक्षत्रियविशां शूद्राणां च परंतप ।

कर्माणि प्रविभक्तानि स्वभावप्रभवैर्गुणैः ॥४९॥

اے اعلیٰ ریاضت کش! برہمن، چھتری، ولیش اور شدر کے اعمال ان کی خصلت سے پیدا ہوئی صفات کے ذریعے تقسیم کئے گئے ہیں خصلت میں ملکات فاضلہ ہوگا، تو آپ میں پا کیزگی ہوگی۔ تصویر اور مراقبہ کی صلاحیت ہوگی۔ ملکات نہ موم ہو گا تو کاہلی، نیند، غرور رہیگا۔ اسی سطح سے آپ سے عمل بھی صادر ہوگا۔ جو صفت متحرک ہے۔ وہی آپ کی نسل (وَرْنَ) ہے، شکل ہے، اسی طرح نصف صالح اور نصف ملکات روایہ سے ایک طبقہ چھتری کا ہے اور نصف سے کم ملکات نہ موم اور ملکات روایہ کی زیادتی سے دوسرا طبقہ۔

اس سوال کو جوگ کے مالک شری کرشن نے یہاں چوتھی بار اٹھایا ہے۔ باب دو میں ان چار نسلوں میں سے ایک چھتری نسل کا نام لیا کہ، چھتری کیلئے جنگ سے بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔ تیسرا باب میں انہوں نے کہا کہ: کمزور صفات والے کیلئے بھی اس کی خصلت سے پیدا ہوئی صلاحیت کے مطابق دین میں لگنا، اس میں فنا ہو جانا بھی اعلیٰ افادی ہے۔ دوسروں کی نقل کرنا خوفناک ہے۔ باب چار میں بتایا کہ چار نسلوں (وَجْه) کی تخلیق میں نے کی۔ تو کیا انسان کو چار ذاتوں میں تقسیم کیا؟ فرماتے ہیں نہیں 'गणकम'، صفات کی صلاحیت سے عمل کو چار زینوں میں بانٹا یہاں خصوصیت ایک پیمانہ ہے، اس کے ذریعہ ماپ کر عمل کرنے کی صلاحیت کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ شری کرشن کے الفاظ میں، عمل غیر مرئی انسان کے اصول کا واحد طریقہ ہے۔ معبدوں کو حاصل کرنے کا برتاب عبادت ہے۔ جس کی شروعات واحد معبد میں عقیدت رکھنے سے ہے۔ غور و فکر کا خاص طریقہ ہے۔ جسے پہلے بتا آئے ہیں۔ اس یگ کے لئے کئے جانے والے عمل کو چار حصوں میں تقسیم کیا اب کیسے سمجھیں کہ ہم میں کون ہی صفات ہیں اور کس درجہ کی ہیں؟ اس پر یہاں کہتے ہیں۔

شमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिराज्वमेव च ।

ज्ञानं विज्ञानमास्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम् ॥४२॥

من پر بندش، نفس کشی، مکمل پاکیزگی، من زبان اور جسم کو معبدوں کے مطابق ڈھالنا، معافی کا خیال، من، حواس اور جسم کی ہر جانب سے سادگی، خدا پرست عقل یعنی ایک معبد میں پنجی عقیدت، علم یعنی معبدوں کے علم کی تحریک خصوصی علم یعنی معبدوں سے ملنے والے احکام کی بیداری اور اس کے مطابق چلنے کی صلاحیت یہ سب خصلت سے پیدا ہوئے برہمن کے اعمال ہیں یعنی جب خصلت میں یہ صلاحیت پائی جائیں۔ عمل مسلسل طور پر خصلت میں ڈھل جائے، تو وہ برہمن درجہ کا ریاضت کش ہے اور۔

शौर्यं तेजो धूतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ।

दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥४३॥

بہادری، خدائی نوا حاصل ہونا، صبر، فکر میں مہارت یعنی کوشاںلام بھروسے کو عمل کرنے میں مہارت، دنیوی جنگ سے نہ بھاگنے کی خصلت، صدقہ، یعنی سب کچھ کی سپردگی سارے خیالات کے اوپر مالکانہ خیال یعنی خدائی خیال، یہ سب چھتری کے س्व�اواجس میں، خصلت سے پیدا ہونے والے اعمال ہیں۔ خصلت میں یہ صلاحیتیں پائی جاتی ہیں، تو وہ کارکن چھتری ہے۔ اب پیش ہے ولیش اور شدر کی شکل۔

کृषिगौ رक्ष्यवाणिज्यं वैश्यकर्म स्वभावजस् ।

परिचर्यात्मकं कर्म शूद्रस्यापि स्वभावजस् ॥४४॥

کھیتی گو کہ حفاظت اور تجارت ولیش کی خصلت سے پیدا ہونے والے اعمال ہیں، گو کہ پروش ہی کیوں؟ بھینس کو مارڈا لیں؟ بکری نہ رکھیں؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔ قرون ماضی (वेद के वक्त के) ادب میں گ (गूङ्घ, باطن اور حواس کیلئے مر وجہ تھا، گू) کہ پروش کا معنی ہے۔ حواس کی حفاظت عرفان، ییراگ، سرکوبی، نفس کشی کے ذریعہ حواس محفوظ رہتے ہیں، خواہش، غصہ، لایچ، فرقٹی کے ذریعہ یہ بٹ جاتے ہیں۔ مکتر ہو جاتے ہیں۔ روحانی دولت ہی ہمیشہ مستقل دولت ہے۔ یہ خود کی دولت ہے، جو ایک بار ساتھ ہو جانے پر ہمیشہ ساتھ دیتی ہے۔ دنیوی وبالوں کے درمیان سے ان کا رفتہ رفتہ فراہم کرنا روزگار ہے (विद्या धनम्)

علم کی دولت ساری دولتوں میں عظیم ہے، اسے حاصل کرنا تجارت ہے) جسم ہی ایک کھیت ہے اس کے اندر بولیا گیا تختم تاثرات (संकार) کی شکل میں بھلا بر اپیدا ہوتا ہے۔ ارجمن! اس بے غرض عمل میں تختم یعنی ابتداء کا خاتمہ نہیں ہوتا (ان میں سے عمل کے اس تیسرے درجہ میں عمل میں یعنی فکر معبود معیہ عمل) اعلیٰ عنصر کے تصور کا جو تختم اس کھیت میں پڑا ہے۔ اسے محفوظ رکھتے ہوئے اس میں آنے والے غیر عیوب کا ازالہ کرتے جانا کھیت ہے۔

کृषی نیواراہیں چتھر کیسا نا جیمی بُوڈ تجاہیں مُوہ ماد مانا (مانس 4/14/8) اس طرح حواس کی حفاظت اور دنیوی وبالوں سے روحانی دولت کا فراہم کرنا اور اس کھیت میں عنصر

اعلیٰ کے غور و فکر میں اضافہ و لیش درجہ کا عمل ہے۔

شری کرشن کے مطابق: یہ جنگلی شناسی، تکملہ دور میں گیگ جس چیز کو عطا کرتا ہے وہ ہے۔ اعلیٰ ترین معبد اس کا لطف اٹھانے والے عارف حضرات سارے گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کی رفتہ رفتہ غور و فکر کر کے عمل سے تجم ریزی ہوتی ہے۔ اسی تجم کی حفاظت کھیتی ہے۔ وید کے وقت کے شریعتوں میں اناج کا مطلب ہے۔ روح: وہ روح مطلق ہی واحد خوراک ہے۔ اناج ہے غور و فکر کے تکملہ دور میں یہ روح پورے طور پر آسودہ ہو جاتی ہے۔ پھر کبھی غیر آسودگی نہیں ہوتی۔ آمد و رفت کی گرفت میں نہیں آتی۔ اس اناج کے تجم کو گاتے ہوئے آگے بڑھانا کھیتی ہے۔

اپنے سے بالاتر حالت والے، مقام یافتہ مرشد حضرات کی خدمت کرنا۔ شدر کی خصلت سے پیدا ہونے والا عمل ہے شدر کا مطلب بچ نہیں بلکہ کم علم ہے۔ نچلے درجہ کا ریاضت کش ہی شدر ہے۔ ابتدائی درجہ کا وہ ریاضت کش خدمت گزاری سے ہی عمل کی شروعات کرے۔ رفتہ رفتہ خدمت سے اس کے دل میں ان تاثرات (سंکارو) کی پیدائش ہوگی اور بتدر تجھ چل کروہ ولیش، چھتری اور برہمن تک کی دوری طے کر کے، نسلوں (वर्णों) کو بھی پار کر کے معبد سے تعلق قائم کرے گا۔ خصلت قابل تبدیل ہے۔ خصلت کے تبدیلی کے ساتھ نسل تبدیل ہو جاتی ہے دراصل یہ نسلوں کے بہترین، بہتر، اوسط اور کمتر چار حالات ہیں۔ راہ عمل پر چلنے والے ریاضت کشوں کے اوپرے بچ نچھے چار زینے ہیں۔ کیونکہ عمل ایک ہی ہے معینہ عمل شری کرشن کہتے ہیں کہ اعلیٰ کامیابی کے حصوں کا یہی ایک راستہ ہے کہ خصلت میں جیسی صلاحیت ہے، وہیں سے شروع کریں۔ اس کو دیکھیں۔

स्वे स्वे कर्मण्यभिरतः संसिद्धिं लभते नरः ।

स्वकर्मनिरतः सिद्धिं यथा विन्दति तच्छृणु ॥४५॥

اپنی اپنی خصلت میں پائی جانے والی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگا ہوا انسان

‘سنساڈھیم’ معبود سے تعلق بنانے والی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتا ہے۔ پہلے بھی فرمائچے ہیں۔ اس عمل کو کر کے تو اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرے گا۔ کون سا عمل کر کے؟ کرنے کی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگا ہوا انسان اعلیٰ کامیابی کو کس طرح حاصل کرتا ہے۔ وہ طریقہ تو مجھ سے سن! غور فرمائیں۔

यतः प्रवृत्तिर्भुतानां येन सर्वमिदं ततम् ।

स्वकर्मणा तमभ्यर्थं सिद्धिं विन्दति मानवः ॥४६॥

جس معبود کے سارے جانداروں کی تخلیق ہوئی، جس سے یہ ساری دنیا جاری و ساری ہے۔ اس رب العالمین کو ‘سُوكَرْمَणَا’ اپنی خصلت سے پیدا ہوئے عمل کے ذریعہ عبادت کر انسان اعلیٰ کامیابی حاصل کرتا ہے۔ لہذا معبود کا خیال اور معبود کی ہی سر اپا بُتسلسل بڑھنا ضروری ہے۔ جیسے کوئی بڑی درجہ میں بیٹھ جائے۔ تو چھوٹا درجہ بھی کھوئے گا اور بڑا تو ملے گا ہی نہیں۔ لہذا اس راہ عمل پر زینہ بہ زینہ آگے بڑھنے کا طریقہ ہے۔ جیسے باب (۲/۱۸) میں اسی پر پھر وردیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کم علم ہی کیوں نہ ہوں۔ وہیں سے ابتدا کریں۔ وہ طریقہ ہے معبود کیلئے وقف ہو جانا۔

श्रेयान्स्थर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ।

स्वभावनियतं कर्म कुर्वन्नाजोति किल्बिषम् ॥४७॥

اچھی طرح عزم کے ساتھ شروع کئے ہوئے دوسرے کے دین سے بلا خاصیت والا بھی فرض منصبی اعلیٰ افادی ہے (سُوكَرْمَणतम्) خصلت کے مطابق مقرر کیا ہو عمل کرتا ہوا انسان گناہ لیعنی آواگون کو حاصل نہیں ہوتا، عام طور سے ریاضت کشوں کے وحشت ہونے لگتی ہے کہ ہم خدمت کرتے ہی رہیں گے، وے تو میرا قب ہیں، اچھی صفات کی وجہ سے اُن کی قدر و منزلت ہے، فوراً نے نقل کرنے لگتے ہیں، شری کرشن کے مطابق نقل یا حسد سے کچھ ہو گا نہیں اپنی خصلت سے عمل کرنے کے صلاحیت کے مطابق عمل کر کے ہی کوئی اعلیٰ کامیابی حاصل کرتا ہے، ترک کر کے نہیں۔

سہجَنْ کَرْمَ کُؤنْتَهَيْ سَدَوَشَمَپِيْ نَ تَخَجَّهَ ।

سَرْوَارَمَبَا هِيْ دَوَشَهَنْ بَحْمَنَانِرِيَّ وَعَوْتَاهَا: ۱۱۴۶ ॥

کون تے عیب دار (کم علم کی حالت والا ہے تو ثابت ہے کہ ابھی عیوب کی زیادتی ہے۔ ایسا عیب دار بھی (سہجان کرم) خصلت سے پیدا ہوئے فطری عمل کو ترک نہیں کرنا چاہئے کیوں دھوئیں سے مزین آگ کی طرح سارے اعمال کسی نہ کسی عیب سے ڈھکے ہیں۔ بہمن درجہ میں صحیح عمل تو کرنا پڑ رہا ہے، جب تک مقام نہیں ملا، تب تک عیب موجود ہیں، دنیوی پرده موجود ہیں، عیوب کا خاتمه وہاں ہوگا، جہاں بہمن درجہ کا عمل بھی معبدوں میں داخل ہونے کے ساتھ تخلیل ہو جاتا ہے۔ اُس حاصل کرنے والے کی پہچان کیا ہے؟ جہاں اعمال سے واسطہ نہیں رہ جاتا؟

اسَكْتَبُوْذِيْ: سَرْوَنْ جِيَّتَأَتَمَا وِيَغَتَسْبَعَهَ: ।

نَإِذْكَرْمَرْسِيَّدِيْ: پَرَمَا سَانْيَا سَنَإِنَادِيَّ غَلَّاتِي ۱۱۴۶ ॥

ہر جگہ لگاؤ سے خالی عاقل، خواہشات سے پوری طرح مبرا، باطن پر قابو رکھنے والا انسان 'سنجھا سے' سب کچھ کے وقف کی حالت میں اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرتا ہے، یہاں تک دنیا اور اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی متراود ہے۔ یہاں راہ علم کا جوگی (سانتھ یوگی) وہیں پھوپختا ہے، جہاں کی بے غرض عملی جوگی یہ کامیابی دونوں طرح کے جو گوں کے لئے برابر ہے۔ اب اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرنے والا انسان جس طرح بھگوان کو حاصل کرتا ہے، اس کی مختصر میں عکاسی کرتے ہیں۔

سِيَّدِيْ: پَرَامَتَهَ يَثَا بَرَّهَ تَثَايَّنَهَ نِيَّبَوَهَ مَهَ ।

سَمَاسَنَإِنَإِنَهَ کَؤنْتَهَيْ نِيَّشَا جَنَّسَيْ يَا پَرَا ۱۱۵۰ ॥

کون تے! جو علم کی ماوراء عقیدت ہے، انتہا ہے، اُس اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرنے والا انسان جس طرح بھگوان سے نسبت بناتا ہے، اُس طریقہ کو تو مجھ سے مختصر سمجھ، پیش کردہ اشلوک میں وہی طریقہ بتا رہے ہیں، غور و فکر فرمائیں۔

बुद्ध्या विशुद्ध्या युक्तो धृत्यात्मानं नियम्य च ।

शब्दादीन्विषयांस्त्यक्त्वा रागद्वेषौ व्युदस्य च ॥۴۹॥

विविक्तसेवी लघ्वाशी यतवाक्कायमानसः ।

ध्यानयोगपरो नित्यं वैराग्यं समुपाश्रितः ॥۵۲॥

ارجنا! خاص طور سے عقل سلیم کا حامل تھائی اور مترکات سے مزین ریاضت میں ضرورت کے مطابق خوراک لینے والا، من، زبان اور جسم پر قابو یافتہ، مستحکم بیراگ کی منزل پر قائم انسان مسلسل تصور و جوگ کا حامل اور ایسے عقیدہ سے مزین یعنی ان سب پر ثابت قدمی والا اور باطن کو قابو میں کر کے لفظ وغیرہ موضوعات ترک کر حسد و عداوت کو ختم کر کے اور۔

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधं परिग्रहम् ।

विमुच्य निर्ममः शान्तो ब्रह्मभूयाय कल्पते ॥۵۳॥

تکبر، طاقت غرور خواہش، غصہ، خارجی چیزوں اور اندر ورنی فکر مندی کو ترک کر سبقت سے عاری باطنی سکون والا انسان اعلیٰ معبدوں کے ساتھ نسبت بنانے کے قابل ہوتا ہے آگے نظر ڈالیں۔

ब्रह्मभूतः प्रसन्नात्मा न शोचति न काङ्क्षति ।

समः सर्वेषु भूतेषु मद्वक्तिं लभते पराम् ॥۵۴॥

معبدوں کے ساتھ یکتاں کی صلاحیت رکھنے والا وہ خوش مزاج انسان نہ تو کسی چیز کے لئے کرتا ہے اور نہ کسی کی خواہش ہی کرتا ہے۔ سارے جانداروں میں مساوی ہوا، وہ عقیدت کی انتہا پر ہے۔ عقیدت اپنا نثارہ دینے کی حالت میں ہے، جہاں بھگوان کے ساتھ نسبت ملتی ہے۔ اب

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः ।

ततो मां तत्त्वमो ज्ञात्वा विशते तदन्तरम् ॥۵۵॥

وے مجھے اس ماوراء عقیدت کے ذریعہ عصر کے ساتھ اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ عضر ہے کیا؟ میں جو ہوں اور جس اثر والا ہوں، ابدي، لافقاني، داڳي جن ماورائي خصوصيات والا ہوں۔ اُسے جانتا ہے اور مجھے عضر سے جان کر اُسی وقت مجھ میں داخل ہو جاتا ہے، دور حصول میں تو معبد و دکھائی پڑتے ہیں اور حصول کے ٹھیک بعد اُسی وقت وہ اپنی ہی ذات کو ان خدائی خصوصیات سے مزین پاتا ہے کہ روح ہی ابدي، لافقاني، داڳي، غير مرئي اور بحق ہے۔

دوسرے باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ۔ روح ہی صادق (حق) ہے، ابدي ہے، غير مرئي اور لافقاني ہے، لیکن ان شوکتوں سے مزین روح کو محض حق شناس انسانوں نے دیکھا اب وہاں سوال فطری تھا کہ، درحقیقت حق شناس ہے کیا؟ بہت سے لوگ پانچ عناصر، پچیس عناصر کا عقلی شمار کرنے لگتے ہیں، لیکن اس پر شری کرشن نے یہاں اٹھارہوائی باب میں فیصلہ دیا کہ، عضر اعلیٰ ہے روح مطلق عضر روح مطلق کی چاہت ہے، تو یادِ الٰہی اور غور و فکر ضروری ہے۔

یہاں اشلوک انچاس سے پچپن تک جوگ کے مالک شری کرشن نے صاف کیا کہ، راہ ترکِ دنیا میں بھی عمل کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سانساہنے سانساہنے ترکِ دنیا کے ذریعہ (یعنی علمی) جوگ کے ذریعہ عمل کرتے کرتے خواہشات سے عاری، بلاگاؤ کے اور قابو یافتہ طاہر باطن والا انسان جس طرح بے غرض عمل کی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتا ہے، اُسے مختصر میں بیان کروں گا، تکبر طاقت غور، خواہش، غصہ، فرقہ وغیرہ دنیاداری میں گرانے والے عیوب جب پوری طرح ختم ہو جاتے ہیں، اور عرفان، پیراگ، سرکوبی، نفس کشی، یکسوئی، تصور وغیرہ معبد سے نسبت دلانے والی صلاحیت جب پوری طرح پختہ ہو جاتی ہیں، اُس وقت وہ بھگوان کو جاننے کے قابل ہوتا ہے، اُس صلاحیت کا نام ہی ماورائي عقیدت ہے، اسی صلاحیت کے ذریعہ وہ عضر کو جانتا ہے عضر ہے کیا؟ مجھے جانتا ہے؟ معبد و حقیقت میں جو

ہے، جن شوکتوں والا ہے، اُسے جانتا ہے اور مجھے جان کر اُسی وقت میرے مقام پر فائز ہو جاتا ہے یعنی معبود غضر، خدا پروردگار، روح مطلق اور روح ایک دوسرا کے مترادف ہیں۔ ایک کی جانکاری کے ساتھ ہی ان سب کی جانکاری ہو جاتی ہے یہی اعلیٰ کامیابی، اعلیٰ نجات اور اعلیٰ مقام بھی ہے۔

لہذا گیتا کا اٹل ارادہ ہے کہ ترک دنیا اور بے غرض عملی جوگ دونوں کی حالات میں اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرنے کیلئے معینہ عمل (غور و فکر) ضروری ہے۔ اب تک تو زاہد کے لئے یاد اور غور و فکر پر زور دیا اور اب خود سپردگی کی بات کہہ کر اُسی بات کو بے غرض عملی جوگی کے لئے بھی کہتے ہیں۔

سَرْ�َكَر्माण्यपि سदा कुर्वाणो मद्रव्यपाश्रयः ।

मत्प्रसादादवाज्ञोति शाश्वतं पदमव्ययम् ॥५६॥

خاص طور پر میری پناہ میں آیا ہوا انسان سارے اعمال کو مسلسل طور پر کرتا ہوا، ذرا سی بھی خامی نہ رکھتے ہوئے عمل کرتا ہوا میرے رحم و کرم سے دائیٰ، لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل کرتا ہے۔ عمل وہی ہے۔ معینہ عمل، یہ کا طریقہ کارکمل جوگ کے مالک مرشد کی پناہ میں ریاضت کش ان کے رحم و کرم سے جلد ہی حاصل کر لیتا ہے۔ لہذا اُسے حاصل کرنے کیلئے خود سپردگی ضروری ہے۔

चेतसा सर्वकर्माणि मयि सन्न्यस्य मत्परः ।

बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव ॥५७॥

لہذا ارجمن! سارے اعمال کو (جننا کچھ تجھ سے بن پڑتا ہے) من سے مجھے سپرد کر کے، اپنے بھروسے نہیں بلکہ مجھے سپرد کر کے، میرا اعمال ہو کر عقلی جوگ یعنی جوگ کی سمجھ کا سہارا لیکر لگاتار مجھ میں طبیعت کو لگا جوگ ایک ہی ہے، جو پوری طرح تکلیفوں کا خاتمه کرنے والا اور غضر اعلیٰ معبود سے نسبت دلانے والا ہے۔ اُس کا طریقہ بھی ایک ہی ہے یہ کے طریقہ کارجومن اور حواس کے اختیاط، تنفس اور تصور وغیرہ پر منحصر ہے۔ جس کا نتیجہ

بھی ایک ہی ہے (ابدی معبدوں سے نسبت اسی پر آگے کہتے ہیں۔) (پاٹی براہ سنا تانم)

مच्चतः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि ।

अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि पिनडूक्ष्यसि ॥५८॥

اس طرح مسلسل طور پر طبیعت کو گانے والا ہو کر تو میری عنایت سے مکن اور حواس کے سارے قلعوں پر اپنے آپ فتح حاصل کرے گا۔

इन्द्रिह द्वार झरोखा नाना तँह तँह सुर बैठे की थाना

आवत देखहिं विष्य बयारी ते हठि देहिं कपाट अप्थारी

یہ ہی اسیر لفظ قلع ہیں، میری مہربانی سے تو ان اڑچنوں کو پار کر جائے گا، لیکن اگر غرور کی وجہ سے میرے قول کوئی نہیں سنے گا تو بر باد ہو جائے گا، راہ حق سے بھٹک جائے گا پھر اسی پر زور دیتے ہیں۔

यदहंकारमाश्रित्य न योत्स्य इति मन्यसे ।

मिथ्यैव व्यवसायस्ते प्रकृतिस्त्वां नियोक्ष्यति ॥५९॥

جو تو تکبر کا سہارا لیکر ایسا مانتا ہے کہ جنگ نہیں کروں گا، تو یہ تیرافیصلہ جھوٹا ہے، کیوں کہ تیری خصلت تجھے زبردستی جنگ میں لگادے گی۔

स्वभावजेन कौन्तेय निबद्धः स्वेन कर्मणा ।

कर्तुं नेच्छसि यन्मोहात् करिष्यस्यवशोऽपि तत् ॥६०॥

کون تے! موه کی گرفت میں تو جس عمل کوئی نہیں کرنا چاہتا، اس کو بھی اپنی خصلت سے پیدا ہوئے عمل سے بندھا ہوا مجبور ہو کر کرے گا۔ دنیوی جنگ سے نہ بھاگنے کی تیری چھتری درجہ کی خصلت تجھے نہ چاہتے ہوئے بھی عمل میں لگادے گی، سوال پورا ہوا، اب وہ معبود رہتا کہاں ہے؟ اس پر فرماتے ہیں۔

ईश्वरः सर्वभूतानां हृदेशोऽर्जुन तिष्ठति ।

आमयन्सर्वभूतानि यन्त्रसूढानि मायया ॥६१॥

ارجن! وہ معبد دنیا کے سارے جانداروں کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے، اتنا قریب ہے تو لوگ جانتے کیوں نہیں؟ دنیوی فطرت کی تمثیل مشین پر سوار ہو کر سب لوگ فرفتہ ہو کر چکر لگاتے ہیں رہتے ہیں، لہذا نہیں جانتے۔ یہ مشین بہت خلل انداز ہے، جو بار بار فانی اجسام میں گھماتی رہتی ہے تو پناہ کس کی لیں؟

تمेव शदणं गच्छ सर्वभावेन भारत ।

तत्प्रसादात्परां शान्तिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ॥६२॥

لہذا اے بھارت! پورے خلوص کے ساتھ اُس معبد کی (جدول کی دنیا میں موجود ہے) لاشریک پناہ کو حاصل کر۔ اُن کے رحم و کرم سے تواعلیٰ سکون، دائمی اعلیٰ مقام کو حاصل کرے گا، لہذا تصور کرنا ہے تو دل کی دنیا میں کر لے یہ جانتے ہوئے بھی مندر، مسجد، چڑج، یا کہیں دوسری جگہ تلاش کرنا وقت بر باد کرنا ہے، ہاں جانکاری نہیں ہے تب تک فطری امر ہے معبد کا مقام دل ہے بھاگود کے (चतु:श्लोकीं گीतا) (بھاگود پران کے چار اشلوکوں میں بھاگود پران کا مکمل مفہوم ہے جسے چتو اشلوکی کہتے ہیں) کا مغزخن بھی یہی ہے کہ ویسے تو میرا ہر جگہ موجود ہوں، لیکن ملتا تو ہوں، دل کی دنیا میں تصور کرنے سے ہی۔

इति ते ज्ञानमाख्यातं गुह्याद् गुह्यतरं मया ।

विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु ॥६३॥

اس طرح صرف اتنا ہی پوشیدہ سے بھی بے انتہا پوشیدہ علم میں نے تجھے بتایا ہے۔ اس طریقہ سے مکمل طور سے سوш کر، پھر تو جیسا چاہتا ہے، ویسا کر! حقیقت یہ ہے، تحقیق کا مقام یہی ہے، حصول کی جگہ یہی ہے۔ لیکن دل کے اندر موجود معبد دکھائی نہیں دیتا، اس طریقہ بتاتے ہیں۔

सर्वगुह्यतमं भूयः श्रृणु मे परमं वचः ।

इष्टोऽसि मे दृढमिति ततो वक्ष्यामि ते हितम् ॥६४॥

ارجن! تمام پوشیدہ سے بھی بے حد پوشیدہ میرے راز بھرے قول کو تو پھر بھی سن (کہا ہے،

لیکن پھر بھی سُن، ریاضت کش کیلئے بھگوان ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں) کیوں کہ تو میرا بے حد محبوب ہے، الہذا اعلیٰ افادی قول میں تیر لئے پھر بھی کہوں گا۔ وہ ہے کیا؟

مnmna bhv mdktko myajji mā nmskru ।

ماਮےیعسی سत्यं ते प्रतिजाने प्रियोऽसि मे ॥۶۵॥

ارجن! تو مجھ سے ہی پورے خلوص کیسا تھوڑل لگانے والا بن، میرالاشریک بندہ بن، میرے متعلق پوری عقیدت والا ہو (میری سپردگی میں اشکِ روای ہونے لگیں) میری ہی بندگی کر۔ ایسا کرنے سے تو مجھے ہی حاصل کرے گا۔ یہ میں تیرے لئے سچائی کے عہد کے ساتھ کہتا ہوں، کیوں کہ تو میرا بے انتہا محبوب ہے۔ پہلے بتایا کہ معبدو دل کی دنیا میں موجود ہے۔ اُس کی پناہ میں جا، یہاں کہتے ہیں میری پناہ میں آیہ بے حد پوشیدہ راز سے بھرا قول سن کہ میری پناہ میں آ درحقیقت جوگ کے مالک شری کرشن کہنا کیا چاہتے ہیں؟ یہی کہ ریاضت کش کیلئے مرشد کی پناہ بے حد ضروری ہے۔ شری کرشن مکمل جوگ کے مالک تھے۔ اب سپردگی کا طریقہ بتاتے ہیں۔

सर्वधर्मान्यरित्यज्य मोमेकं शरणं व्रज ।

अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥६६॥

تمام فرانض کو ترک کر (یعنی میں برہمن درجہ کا کارکن ہوں یا شد ردرجہ کا، چھتری ہوں یا دلیش۔ اس خیال کو ترک کر) صرف ایک میری لاشریک پناہ کو حاصل کر۔ میں تجھے تمام گناہوں سے نجات دلادوں گا۔ تو غم مت کر۔

ان سارے برہمن، چھتری وغیرہ نسلوں (वणा) کا خیال نہ کر (کہ اس عملی راہ میں کس سطح کا ہوں) جو لاشریک خیال سے پورے خلوص کے ساتھ پناہ میں ہو جاتا ہے، سوا معبدو کے دوسرا کسی کو نہیں دیکھتا، دھیرے دھیرے اُس کے درجہ میں بدلاو ترقی اور سارے گناہوں سے نجات کی ذمہ داری و مطلوب مرشد خود بخود اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔

ہر ایک عظیم انسان نے یہی کہا۔ شریعت جب قلم بند ہوتی ہے گولتا ہے کہ یہ سب کے لئے ہے، لیکن ہے درحقیقت عقیدت مند کے لئے ہی ارجمن اہل تھا، لہذا اُس سے زور دے کر کہا۔ اب جوگ کے مالک خود فیصلہ دیتے ہیں کہ اس کے اہل کون ہیں؟

इدر تے ناتਪस्काय नाभक्ताय कदाचन ।

न चाशुश्रूषवे वाच्यं न च मां योऽभ्यसूयति ॥६७॥

ارجمن! اس طرح تیری بھلائی کیلئے بیان کی گئی اس گیتا کی نصیحت کو کسی دور میں غلطی سے بھی نہ تو ریاضت سے خالی انسان کے متعلق کہنا چاہئے۔ نہ عقیدت سے عاری انسان سے ہی کہنی چاہئے۔ نہ سننے کی خواہش نہ رکھنے والے سے کہنی چاہئے۔ اور جو میری عیب جوئی کرتا ہے۔ یہ عیب ہے، وہ عیب ہے۔ اس طرح جھوٹی نکتی چینی کرتا ہے، اُس کے متعلق بھی نہیں کہنی چاہئے۔ عظیم انسان ہی تو تھے جن کے سامنے حمد و ستائش کرنے والوں کے ساتھ ساتھ چند نہ مت کرنے والے بھی لوگ رہے ہوں گے۔ ان سے تو نہیں کہنا چاہئے لیکن سوال فطری ہے کہ کہا کس سے جائے؟ اس پر دیکھیں۔

य इमं परमं गुह्यं मद्वतेष्वभिधास्यति ।

भक्तिं मयि परां कृत्वा मामेवैष्ट्यसंशयः ॥६८॥

جو انسان میری ماوراء عقیدت کو حاصل کر اس بے حد راز بھری گیتا کی نصیحت کو میرے بندوں تک پہنچائے گا، وہ عقیدت مند بلا شہہ مجھے ہی حاصل کرے گا کیونکہ جوں لے گا، نصیحت کو اچھی طرح سُن کر دل میں بسائے گا تو اُس پر چلے گا اور نجات حاصل کرے گا۔ اب اُس ناصح کیلئے کہتے ہیں کہ

न च तस्मान्मनुष्येषु कश्चिचन्मे प्रियकृतमः ।

भविता न च मे तस्मादन्यः प्रियतरो भुवि ॥६९॥

ن تو اُس سے بڑھ کر میرا بے حد محبوب کام کرنے والا انسانوں میں کوئی ہے اور نہ اُس سے بڑھ کر میرا بے حد عزیز اس زمین پر دوسرا کوئی ہوگا، کس سے بڑھ کر بے حد محبوب؟

جو میرے بندوں میں میری نصیحت دے گا، اُن کو اُدھر اُس راستہ پر چلانے گا، کیونکہ بھلائی کا  
بھی واحد مخرج ہے، شاہی راستہ ہے، اب دیکھیں مطالعہ۔

اد्योष्टते च य इमं धर्म्यं संवादमावयोः ।

ज्ञानयज्ञेन तेनाहमिष्टः स्यामिति मे मतिः ॥७०॥

جو انسان ہم دونوں کے دینی مکالمہ کو (احقی طرح مطالعہ کرے گا۔ اُس  
کے ذریعہ میں علم کے یگ سے یوجا جاؤں گا یعنی ایسا یگ جس کا شمرہ علم ہے، جس کی شکل  
پہلے بتائی گئی ہے، جس کا مطلب ہے بدیکی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری، ایسا میرا  
مضبوط خیال ہے۔

श्रद्धावाननसूयश्च शृणुयादपि यो नरः ।

सोऽपिमुक्तः शुभाल्लोकान्नाप्नुयात्पुण्यकर्मणाम् ॥७१॥

جو انسان عقیدت کا حامل اور حسد سے عاری ہو کر صرف سے سنے گا، وہ بھی  
گناہوں سے آزاد ہو اپنیک کام کرنے والوں کے بالا تر عالم کو حاصل کرنے والوں میں ہو گا  
یعنی کرتے ہوئے بھی نجات نہ ملے تو سنا بھر کریں، عظیم دنیا تب بھی ہے، کیونکہ وہ طبیعت  
میں ان نصیحتوں کو قبول تو کرتا ہے، یہاں سرستھ سے اکہتر تک پانچ اشلوکوں میں بندہ پرور  
شری کرشن نے بتایا کہ گیتا کی صحیت نا اہل لوگوں کو نہیں سنانی چاہئے۔ لیکن جو عقیدت مند  
ہیں اُسے ضرور سنانی چاہئے۔ جو سنے گا، وہ بندہ مجھے حاصل کرے گا، کیونکہ بے حد راز  
بھرے افسانہ کو سُن کر انسان چلنے لگتا ہے جو بندوں کو سنائے گا، اُس سے زیادہ محبوب کہا  
جانے والا میرا کوئی نہیں ہے۔ جو مطالعہ کرے گا، اُس کے ذریعہ میں علم کے یگ سے پوچھا  
جاوں گا! یگ کا شمرہ ہی علم ہے۔ جو گیتا کے مطابق عمل کرنے میں قادر ہے، لیکن پوری  
عقیدت سے محض سنے گا، وہ بھی عالم صالح کو حاصل کرے گا۔ اس طرح بندہ پرور شری  
کرشن نے اس کے کہنے سننے اور مطالعہ کرنے کا شمرہ بتایا۔ سوال پورا ہوا، اب آخر میں وہ  
ارجن سے پوچھتے ہیں کہ۔ کچھ سمجھ میں آیا۔

کچھ دے تا چھو ت پارث خی کا گریان چھسما ।

کچھ د جانا ن ساموہ: پرانستھ سے دھن اسٹھ سے دھن رجی ॥۱۹۲॥

اے پار تھ! کیا تو نے میرا یہ قول یکسوئی کے ساتھ سننا؟ کیا تیری جھالت سے پیدا  
ہونے والی فرقگی ختم ہوئی، اس پر ارجمن بولا۔  
ارجمن بولا

نستو ماح: سمتیلابھا تپرسادا نمیا ایت ।

سیمیتھو ڈسیمیتھو: کاری ای وچنن تا ॥۱۹۳॥

(مستقل مزاج) آپ کے رحم و کرم سے میری فرقگی ختم ہو گئی ہے، میں  
باہوش ہو گیا ہوں، جو بصیرت راز علم منونے یادداشت کے سلسلہ سے جاری کیا تھا، اسی کو  
ارجمن نے حاصل کر لیا۔ اب میں شک و شبہ سے مبراہوا قائم ہوں، اور آپ کا تعلیم ارشاد  
کروں گا جب کہ فوجی معینہ کے وقت دونوں ہی فوجوں میں اپنے لوگوں کو دیکھ کر ارجمن  
پر بیشان ہو گیا تھا۔ اُس نے گزارش کی تھی کہ گوبند! اپنے لوگوں کو مار کر میں کس طرح سکون  
حاصل کروں گا؟ ایسی جنگ سے دائی، خاندانی فرض ختم ہو جائے گا، پنڈا پارنے کا رواج ختم  
ہو جائے گا، دوغله پیدا ہو گا، ہم لوگ سمجھدار ہو کر بھی گناہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ کیوں نہ ان  
سے محفوظ رہنے کے لئے طریقہ نہ کالیں؟ مسلح کو رو مجھ جیسے نہ تھے کو میدان جنگ میں مارڈا لیں  
وہ موت بھی بہتر ہے۔ گوبند میں جنگ نہیں کروں گا۔ کہتا ہوا وہ رتھ کے پچھلے حصے میں  
بیٹھ گیا۔

اس طرح گیتا میں ارجمن نے جوگ کے مالک شری کرشن کے سامنے یکے بعد  
دیگرے سوالوں کی جھٹڑی لگادی ہے۔ جیسے باب ۲/۷۔ وہ وسیلہ مجھے بتائیے جس سے میں  
اعلیٰ شرف کی منزل پر پہنچ جاؤں؟ باب ۵۲/۲۔ مستقل مزاج عظیم انسان کے نشانات کیا  
ہیں؟ باب ۳۶/۳۔ انسان نہ چاہتا ہوا بھی کس کی ترغیب سے گناہ کا بر تاؤ کرتا ہے؟ ۲/۳؟۔  
آپ کا جنم اب ہوا ہے اور سورج کا جنم قدیم ہے، تو پھر میں یہ کیسے مان لوں کہ بدلاو

(کلب) کی ابتداء میں ہے اس جوگ کو آپ نے سورج کے متعلق کہا تھا؟ ۱۔ کبھی آپ ترک دنیا کی تعریف کرتے ہیں تو کبھی بے غرض عمل کی، ان میں سے طے کر کے ایک کو بتائیے تاکہ میں اعلیٰ شرف (اعلیٰ مقام کو حاصل کرلوں؟ باب ۶/۳۵۔ من شوخ ہے، پھر کمزور کوششوں والا عقیدت مند انسان آپ کو نہ حاصل کر کے کس بدحالی کو پھوپختا ہے باب ۸/۲۔ گوبند! جس کا آپ نے بیان کیا، وہ روح مطلق کیا ہے؟ وہ روحانیت کیا ہے، مخصوص دیوتا (مخصوص جاندار اधیभूत) کیا ہے؟ اس جسم میں مخصوص یگ (ادیغنا) کون ہے؟ وہ عمل کیا ہے؟ آخری وقت میں آپ کس طرح علم میں آتے ہیں؟ ارجمن نے سات سوالات کھڑے کئے۔ باب ۱۰/۷۔ امیں ارجمن نے تجویز کیا کہ، مسلسل غور و فکر تراہوا میں کن کن خیالوں کے ذریعے آپ کی یاد کروں؟ باب ۱۱/۳ میں اس نے گزارش کی کہ، جن شوکتوں کا آپ نے بیان کیا انہیں میں رو برو دیکھنا چاہتا ہوں، دوسرے جولا قافی غیر مرئی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان دونوں میں بہتر جوگ کا عالم کون ہے۔ باب ۱۲/۲۱۔ تینوں صفات سے خال ہوا انسان کن نشانات سے مزین ہوتا ہے اور انسان کس طریقہ سے ان تینوں صفات سے خالی ہوتا ہے؟ ۷/۱۔ جو انسان مذکورہ بالاشریعت کے طریقہ کو ترک کر لیکن عقیدت کے ساتھ یگ کرتے ہیں، اُن کا کیا انجام ہوتا ہے اور باب ۱۸/۱ کاے بازوئے عظیم۔ میں ایثار اور ترک دنیا کی حقیقی شکل کو الگ الگ جانا چاہتا ہوں۔

اس طرح ارجمن سوال کرتا گیا (جو وہ نہیں کر سکتا تھا، اُن پوشیدہ رازوں کو بندہ نواز نے خود آشکارا کیا) اِن کا حل نکلتے ہی وہ سوالات کرنے سے الگ ہو گیا اور بولا کہ گوبند اب میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔ حقیقت میں یہ سوالات سارے انسانوں کے متعلق ہیں ان سمجھی سوالات کے حل کے بغیر کوئی بھی ریاضت کش راہ شرف میں آگے نہیں بڑھ سکتا لہذا مرشد کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے۔ راہ شرف میں آگے بڑھنے کیلئے پوری گیتا کا سننا

بے حد ضروری ہے۔ ارجن کے سوالات کا حل نکل گیا ساتھ ہی جوگ کے مالک شری کرشن کی پاک زبان سے نکلے ہوئے کلام کا افتتاح ہوا، اس پر سخنے بولا۔

”گیارہویں باب میں عظیم انسان کا ناظراہ کرائے دینے کے بعد جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ۔ ارجن! لاشریک بندگی کے ذریعہ میں اس طرح دیکھنے کو (جیسا تو نے دیکھا ہے) عنصر سے جانے اور تعلق بنانے کے لئے ہم الاحصول ہوں (باب ۱۱/۵۲) اس طرح دیدار کرنے والے بدیہی طور پر میرا مقام حاصل کر لیتے ہیں اور یہاں ابھی ارجن سے سوال کرتے ہیں۔ کیا تیری فرقگی ختم؟ ارجن نے جواب دیا کہ۔ میری فرقگی کم ہو گئی ختم ہو گئی۔ میں اپنے ہوش میں آگیا ہوں آپ جو فرمار ہے ہیں، وہی کروں گا، دیدار کے ساتھ تو ارجن کو نجات حاصل ہو جانی چاہئے تھی۔ دراصل ارجن کو تو جو ہونا تھا، ہو گیا، لیکن شریعت مستقبل میں آنے والی نسلوں کیلئے ہوتی ہے۔ اُس کا استعمال آپ سب کیلئے ہی ہے“

سخنے بولا

इत्यहं वासुदेवस्य पार्थस्य च महात्मनः ।

संवादमिममश्रीषमद्भुतं रोमहर्षणम् ॥ १७४ ॥

اس طرح میں نے واسودیو شری کرشن، اور مرد خدا ارجن (ارجن ایک مرد خدا ہے، جوگی ہے، ریاضت کش ہے، نہ کوئی پرتاپی (जूधार) جو مارنے کیلئے کھڑا ہو۔ لہذا خدا ارجن) کے اس عجیب و غریب لرزہ خیز مکالمہ کو سئا۔ آپ میں سننے کی صلاحیت کیسے آئی؟ آگے فرماتے ہیں۔

व्यासप्रसादाच्छुतवानेतद्गुह्यमहं परम् ।

योगं योगेश्वरात्कृष्णात्साक्षत्कथयतः स्वयम् ॥ १७५ ॥

شری اویاس جی کے مہربانی سے، اُن کی عطا کی ہوئی نظر سے میں نے اس اعلیٰ راز بھرے جوگ کو جسم کہتے ہوئے خود جوگ کے مالک شری کرشن سے سُنا ہے۔ سخنے شری کرشن کو جوگ کا مالک مانتا ہے جو خود جوگی ہو اور دوسروں کو بھی جوگ عطا کرنے کی صلاحیت رکھتا

ہو، وہ جوگ کا مالک ہے۔

را�ن्संस्मृत्य संस्मृत्य संवादमिमद्भुतम् ।

केशवार्जुनयोः पुण्यं हृष्यामि च मुहुर्मुहुः ॥۱۹۶॥

اے شاہ (دھرت راشٹر) شری کرشن اور ارجمن کے اس اعلیٰ رفاقتی اور حیرت انگیز مکالمہ کو بارہا یاد کر کے میں بار بار خوش ہو رہا ہوں، لہذا اس مکالمہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اسی یاد سے خوش رہنا چاہئے۔ اب ان کی شکل کو یاد کر سخنے کہتے ہیں  
تच्च संस्मृत्य संस्मृत्य रूपमत्यद्भुतं हरे: ।

विस्मयो मे महान् राजन्हृष्यामि च पुनः पुनः ॥۱۹۷॥

اے شاہ! ہری (شری کرشن) کے (جو نیک و بد سمجھی کا خاتمه کر خود باقی رہتے ہیں، ان ہری کے) بے حد حیرت انگیز شکل کو بار بار یاد کر کے میری طبیعت میں بہت بڑا تعجب ہوتا ہے اور میں بار بار خوش ہوتا ہوں، معمود کی شکل بار بار یاد کرنے کی چیز ہے۔ آخر میں سخنے فیصلہ دیتے ہیں۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ।

तत्र श्रीर्विजयो भूतिर्धुवा नीतिर्मित्यम् ॥۱۹۸॥

شاہ! جہاں جوگ کے مالک شری کرشن اور پرتاپی (धनुर्धار) ارجمن (تصور ہی کمان ہے، حواس کی مضبوطی ہی گانڈیو) (ارجمن کے دھنش کا نام) ہے۔ یعنی استقامت کیسا تھے تصور کرنے والا مرد خدا ارجمن ہے وہیں پر، شری، شوکت، ویجیت، کامیابی، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے، خدائی شوکت اور متحرک دنیا میں مستحکم رہنے والی عملی سوچ (نیتی) ہے۔ ایسا مانا ہے۔

آج تو پرتاپی ارجمن ہیں نہیں۔ یہ عملی سوچ، کامیابی کی شوکت تو ارجمن تک محدود رہ گئی! وقتی صداقت تھی، یہ تو دواپر میں ہی ختم ہو گئی۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے، جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ، میں سب کے دل میں سب کے دل کی دنیا میں موجود ہتا ہوں آپ

کے دل میں بھی وے ہیں۔ عشق ہی ارجمن ہے۔ عشق آپ کے بانخ کی بھگوان کے طرف رغبت کا نام ہے۔ اگر ایسا عشق آپ میں ہے تو ہمیشہ حقیقی کامیابی ہے اور استقامت کی حالت دلانے والی عملی سوچ بھی ہمیشہ رہے گی، نہ کہ کبھی تھی، جب تک جاندار ہیں گے، معبود کا مقام ان کی دل کی دنیا میں رہے گا بے قرار روح اُسے حاصل کرنے کی طبیعت گار ہوگی اور ان میں سے جس کسی کے بھی دل میں اُسے پانے کا عشق اُمڑے گا وہی ارجمن کا ہم مرتبہ ہو گا، کیوں کہ عشق ہی ارجمن ہے۔ لہذا ہر انسان اس کا طلبگار (امیدوار) بن سکتا ہے۔

## مخز سخن

یہ گیتا کا اختتامی باب ہے۔ شروع میں ہی ارجمن کا سوال تھا کہ، بندہ پرور! میں ایثار اور ترک دنیا کے فرق اور شکل کو جانا چاہتا ہوں۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے اس بات پر مروجہ چار نظریات کا تذکرہ کیا۔ ان میں ایک صحیح بھی تھا۔ اس سے ملتا جلتا ہی فیصلہ جوگ کے مالک شری کرشن نے دیا کہ۔ یہ، صدقہ اور ریاضت کسی دور میں ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں یہ مفکروں کو بھی پاک کرنے والے ہیں۔ ان تینوں کو قائم رکھتے ہوئے، ان کے مخالف عیوب کا ترک کرنا ہی حقیقی ایثار ہے۔ یہ صالح ایثار ہے۔ شمرہ کی خواہش کیساتھ ایثار ملکات رویہ کا ایثار ہے، اور فرقہ میں پڑ کر معینہ عمل کو ہی ترک کر دینا ملکاتِ مذموم والا ایثار ہے اور ترک دنیا، ایثار کی ہی اعلیٰ ترین حالت ہے۔ معینہ عمل اور تصور سے مزین سکون صالح ہے۔ حواس اور ان کے موضوعات کا لطف اٹھانا ملکات رویہ ہے اور آسودگی عطا کرنے والے اناج کی پیدائش سے خالی تکلیف دہ راحت ملکاتِ مذموم کا حال

— ہے

انسانوں کے ذریعہ شریعت کے مطابق یا اُس کے برخلاف کسی کام کے ہونے میں پانچ وسیلے ہیں۔ کارکن (من) الگ الگ وسیلہ ہیں، (جن) کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اگر اچھائی ہاتھ لگتی ہے، تو عرفان، بیراگ، سرکوبی، نفس کشی وسیلہ ہیں۔ نامبارک ہاتھ لگتا ہے تو، خواہش، غصہ، حسد، عدوات وغیرہ وسیلہ ہوں گے) تمام طرح کی خواہشات۔ لا محدود ہیں، سب پوری نہیں ہو سکتی۔ صرف وہ خواہش پوری ہوتی ہے۔ جس کو بنیاد مل جاتی ہے۔ چوتھی وجہ ہے۔ بنیاد (وسیلہ) ہر ایک کام کے ہونے میں یہی پانچ وسیلے ہیں، پھر بھی جو نجات کے شکل والے روح مطلق کو کارکن مانتا ہے، وہ جاہل انسان حقیقت کو نہیں جانتا۔ یعنی معمود نہیں کرتے، جب کہ پہلے کہہ آئے ہیں کہ۔ ارجمن! تو محض وسیلہ بن کر کھڑا بھر رہ! سب کچھ کرنے والا تو میں ہوں۔ آخر کار ان عظیم انسان کا مطلب کیا ہے؟

درحقیقت قدرت اور انسان کے درمیان ایک دل کش حد کام ہے۔ جب تک انسان دنیا میں جیتا ہے، تب تک مایا (ماخا) (فطرت) ترغیب دیتی ہے اور جب وہ اسے اوپر اٹھ کر وقف معمود کی پناہ میں سپرد ہو جاتا ہے اور وہ مطلوبہ جب دل کی دنیا میں رتح بان ہو جاتا ہے، پھر بھگوان کرتے ہیں، ایسی سطح پر ارجمن تھا، ترغیب دیتے ہیں، علم کامل عظیم انسان، جاننے کا طریقہ اور جاننے کے قابل روح مطلق ان تینوں کے مناسبت سے عمل کی ترغیب ملتی ہے۔ لہذا کسی مرشد کامل کی قربت میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سلی تضییف کے سوال کو چوتھی بار لیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرش نے بتایا کہ ضبطِ نفس، من کی سرکوبی، یکسوئی، جسم و زبان اور من کو بھگوان کی رضا کے مطابق ڈھاننا، خدائی علم کی تحریک، ربانی ادکام پر چلنے کی صلاحیت وغیرہ بھگوان سے نسبت دلانے والی صلاحیتیں برہمن درجہ کے اعمال ہیں، بہادری، پیچھے نہ ہٹنے کی خصلت، سب خیالوں سے اوپر ماکانہ خیال، عمل میں لگنے کی مہارت چھتری درجہ کا عمل ہے۔ حواس کی حفاظت، روحانی

دولت کا اضافہ وغیرہ ولیش (ویش) درجہ کا عمل ہے اور خدمت گزاری شد ردرجہ کا عمل ہے۔ شدر کا مطلب ہے کم علم۔ ریاضت کش، جو معینہ عمل کے قصور میں دو گھنٹے بیٹھ کر دس منٹ بھی اپنے موافق نہیں پاتا، جسم ضرور بیٹھا ہے، لیکن جس من کوئکانہ چاہیے، وہ تو فضا سے با تین کر رہا ہے۔ ایسے ریاضت کش ک بھلا کیسے ہو؟ اُسے اپنے سے بہتر حالت والوں کی خدمت کرنی چاہئے یا مرشد کی رفتہ رفتہ اس میں بھی تاثرات (سنسکاروں) کی تخلیق ہوگی، رفتار پکڑے گا، لہذا اس کم علم انسان کا عمل خدمت سے ہی شروع ہو گا۔ عمل ایک ہی ہے۔ معینہ عمل، غور و فکر اُس کے کارکن کے چار درجات۔ بہترین، بہتر، اوسط اور کمتر ہی بہمن چھتری (ویش) ولیش اور شدر ہیں۔ انسان کوئی نہیں، بلکہ صفات کے وسیلہ سے عمل کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ گیتا کے مطابق نسلیں اتنے میں ہی محدود ہیں۔

عصر کو صاف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ۔ ارجمن! اُس اعلیٰ کا میابی کا طریقہ بیان کروں گا جو علم کی ماوراء عقیدت ہے۔ عرفان، بیراگ ضبط نفس، جس دم مسلسل غور و فکر اور تصور کی خصلت، معبدوں سے نسبت دلانے والی ساری صلاحیتیں پختہ ہو جاتی ہیں، خواہش، غصہ، فرقہ، لگاؤ و حسد وغیرہ دنیا میں گھسیٹ کر ملوث کرنے والے خصال جب پوری طرح ختم ہو جاتے ہیں، اُس وقت انسان معبدوں کو جاننے کے قابل ہوتا ہے اُسی صلاحیت کا نام ماوراء عقیدت ہے۔ ماوراء عقیدت کے ذریعہ ہی وہ عصر کو جانتا ہے، عصر ہے کیا؟ بتایا۔ میں جو ہوں، جن شوکتوں کا حامل ہوں، اُن کو جانتا ہے یعنی روح مطلق جو ہے، غیر مرنی دائی، ناقابل تبدیل جن ماورائی صفات والا ہے، اُسے جانتا ہے اور جان کروہ فوراً مجھ میں پہاں ہو جاتا ہے لہذا عصر ہے۔ عصر اعلیٰ، نہ کہ پانچ یا پچیس عناصر حصوں کے ساتھ روح اُسی شکل میں پہاں ہو جاتی ہے، انہیں سے مزین ہو جاتی ہے۔

معبدوں کا مقام بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا ارجمن! وہ معبدوں سارے جانداروں کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے، لیکن دنیوی فطرت والی مشین میں

چڑھ کر لوگ بھٹک رہے ہیں، الہنا نہیں جانتے، الہنا ارجمن، تو دل میں موجود اس معبد کی قربت میں جا، اس سے بھی پوشیدہ ایک راز نااہل کو نہیں بتانا چاہیے، لیکن جو عقیدت مند ہے، اس سے بتانا ضروری ہے اُس سے نفاق رکھیں، تو اُس کا بھلا کیسے ہو گا؟ آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن نے سوال کیا کہ۔ ارجمن! میں نے جو کچھ کہا، اُسے تو نے اچھی طرح سنا سمجھا؟ تمہارے فرقانی ختم ہوئی کہ نہیں؟ ارجمن نے کہا۔ بندہ پرور! میری فرقانی ختم ہو گئی ہے میں باہوش ہو گیا ہیں، آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہی حقیقت ہے اور میں اب وہی کروں گا۔ سخنے، جس نے ان دونوں کے مکالمہ کو اچھی طرح سننا ہے، اپنا فیصلہ دیتا ہے کہ۔

شری کرشن عظیم جوگ کے مالک اور ارجمن ایک مرد حق ہے۔ اُن کا مکالمہ بار بار یاد کرو وہ خوش ہو رہا ہے۔ الہنا بار بار شکل کو یاد کرتے رہنا چاہئے، تصور کرتے رہنا چاہئے۔ جہاں جوگ کے مالک شری کرشن ہیں اور جہاں مرد حق ارجمن ہیں وہی شرف ہے، فتح کی شوکت اور مستحکم عملی سوچ بھی وہیں ہے، تخلیق کے اصول آج ہیں، تو کل بد لیں گے مستحکم (ثواب) تو واحد معبد ہے اس میں پہنائ کرنے والی عملی سوچ، مستحکم عملی سوچ بھی وہی ہے۔ اگر شری کرشن اور ارجمن کو دو اپر کے زمانے کا خصوصی انسان مان لیا جائے، تب تو آج نہ ارجمن ہے اور نہ شری کرشن۔ آپ کونہ کامیابی ملنی چاہئے اور نہ جاہ و جلال تو تو گیتا آپ کے لئے بالکل نامعنی ہے؟ لیکن نہیں، شری کرشن ایک جوگی تھے۔ انسیت سے بھرے ہوئے دل والا مرد حق ہی ارجمن ہے، یہ ہمیشہ ہی رہتے ہیں اور رہیں گے۔ شری کرشن نے اپنا تعاون کرتے ہوئے کہا کہ۔ میں ہوں تو غیر مردی لیکن جس خیال کو میں حاصل ہوں، وہ معبد سب کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہی ہے اور رہے گا۔ سب کو اُس کی پناہ میں جانا ہے۔ پناہ میں جانے والا ہی مرد حق ہے، انسیت والا ہے اور انسیت ہی ارجمن ہے۔ اس کے لئے کسی دانائے حال (رمضناں) عظیم انسان کی پناہ میں جانا بے حد ضروری ہے، کیوں کہ وہی اُس کے متحرک ہیں۔

اس باب میں ترک دنیا کی شکل صاف کی گئی ہے کہ سب کچھ کا ایثار ہی ترک دنیا (سنجھاں) ہے۔ صرف لباس پہن لینا ترک دنیا نہیں ہے، بلکہ ان کے ساتھ یکسوئی قائم رکھتے ہوئے معینہ عمل میں حسب قوت کو سمجھ کر یا خود سپردگی کے ساتھ مسلسل کوشش کرنا ہر طرح سے ضروری ہے۔ حصول کے ساتھ سارے اعمال کا ایثار ہی ترک دنیا (سنجھاں) ہے، جو نجات کا مترادف ہے۔ یہی ترک دنیا کی انہتا ہے۔ لہذا اس طرح شری مدھگود گیتا کی تمثیل اپشید و علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں (سنجھاں یوگ) (علم ترک دنیا نام کا اٹھارہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑاند کے ذریعے لکھی شری مدھگود گیتا کی تشریح، یتھارته گیتا، (حقیقی گیتا) میں (سنجھاں یوگ) (علم ترک دنیا) نام کا اٹھارہواں باب مکمل ہوا۔

(ہری اوم تتس ست)